قربانی کے احکام ومسائل

غلام مصطفٰی ظہیر امن پوری حفظہ اللہ

ذوالحجہ کے ذی شان ایام:

ذوالحجہ کے پہلے دس دن انتہائی بابرکت اور حرمت والے ہیں، ان ایام کے نیک اعمال دوسرے دنوں کے اعمالِ صالحہ پر ایک گوناں فضیلت رکھتے ہیں۔

① سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ان ایام کے اعمال صالحہ دوسرے دنوں کی بہ نسبت اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہیں، عرض کیا، دوسرے دنوں میں کیا جانے والا جہاد بھی ان سے افضل نہیں؟ فرمایا، نہیں، ہاں! اگر کوئی آدمی اپنے جان و مال کے ساتھ اللہ کے راستے میں نکلے اور کچھ واپس نہ آئے۔''

(صحيح البخاري : ٩٦٩، سنن أبي داوٗد : ٢٤٣٨، سنن الترمذي : ٧٥٧، سنن ابن ماجه : ١٧٢٧)

② سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''یوم عرفہ (۹ ذوالحجہ) کا روزہ گزشتہ اور آئندہ دونوں سالوں کے گناہوں کا کفارہ ہے۔''

(صحيح مسلم : ١١٦٢)

تنبیہ:

یہ روزہ نو ذوالحجہ کا ہے، نبی اکرم ﷺ چونکہ نو ذوالحجہ کو عرفات میں تھے، اس مناسبت سے اسے یوم عرفہ کا روزہ کہہ دیا گیا۔ واللہ اعلم!

ان مبارک دنوں میں نفلی نماز، نفلی روزوں، صدقہ وخیرات، ذکرواذکار، تکبیروتہلیل اور دیگر نیک اعمال کا اہتمام مولائے رحمٰن ورحیم کی بے پایاں رحمت اور لا متناہی مغفرت کا باعث ہے۔

ان دنوں میں کیے جانے والے مبارک اعمال میں سے ایک عالی مرتبت وذی شان عمل ''قربانی'' بھی ہے، جو اسلام کا با کمال اور ممتاز شعار ہے۔

قربانی:

دس ذوالحجہ کا سورج پیغامِ مسرت لے کر مسکراہٹوں کی کرنیں بکھیرتا ہوا طلوع ہوا، دو رکعت نماز کی ادائیگی اور خطبہ عید سننے کے بعد فرزندانِ توحید گھروں کو پہنچے، جانور کی لگام تھامی، عاجزی وفروتنی اور اطاعت وفرمانبرداری کے جذبات سے سرشار ہو کر بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ کا نعرہ لگایا اور گردن پر چھری چلا کے سنت کو دوام بخشا، اس عمل کی بنیاد خوردونوش اور ریا کاری نہیں، بلکہ شعارِ اسلام کے ساتھ لگاؤ اور گہری محبت کا نتیجہ ہے۔

قربانی کا حکم:

ایامِ قربانی میں رضائے الٰہی کے لیے مخصوص شرائط کے حامل جانوروں کا خون بہانا اسلامی شعار اور عظیم عبادت ہے، جسے قربانی کہا جاتا ہے، یہ سنت ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ فَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا .

''استطاعت وقدرت کے باوجود قربانی نہ کرنے والا ہماری عیدگاہوں کے قریب نہ پھٹکے۔''

(مسند أحمد : ٢ /٣٢١، سنن ابن ماجه : ٣١٢٣، واللّفظ له، المستدرك للحاكم : ٣٩٠/٢، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کی سند کو امامِ حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

اس حدیث کا راوی عبداللہ بن عیاش قتبانی جمہور ائمہ کے نزدیک ''موثق، حسن الحدیث'' ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

حَدِيثُهُ فِي عَدَادِ الْحَسَنِ .

''اس کی حدیث حسن شمار ہوتی ہے۔''

(سير أعلام النّبلاء : ٣٣٤/٧)

واضح رہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے اس خدشہ کے پیش نظر قربانی ترک کرنا ثابت ہے کہ کہیں لوگ اس کو واجب نہ سمجھ لیں۔

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : ٢٦٥/٩، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا ابومسعود بدری انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَدَعَ الْأُضْحِيَةَ وَأَنِّي لَمِنْ أَيْسَرِكُمْ بِهَا، مَخَافَةَ أَنْ يُحْسَبَ أَنَّهَا حَتْمٌ وَّاجِبٌ .

''میں اس ڈر سے قربانی ترک کرنے کا ارادہ کرتا ہوں کہ اسے واجب نہ سمجھ لیا جائے، حالانکہ میں آپ سے زیادہ آسانی کے ساتھ قربانی کر سکتا ہوں۔''

(السّنن الکبریٰ للبیهقي : ۲٦٥/۹، وسندهٗ صحیحٌ)

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (السّنن الکبریٰ للبیهقي : ۲٦٥/۹، وسندهٗ صحیحٌ) اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ (المحلّٰی لابن حزم : ۳٥٨/٧، وسندهٗ صحیحٌ) قربانی کے وجوب کے قائل نہیں تھے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''یہ سنت اور کارِ خیر ہے۔''

(صحیح البخاري : ۸۳۲/۲ تعلیقًا، تغلیق التعلیق لابن حجر : ۳/٥، وسندهٗ صحیحٌ)

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''جید'' قرار دیا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ اور دیگر محدثین عظام کے نزدیک بھی قربانی سنت ہے۔

جانور کی عمر:

قربانی کے جانور کا دوندا ہونا شرط ہے، جیسا کہ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَذْبَحُوا إِلَّا مُسِنَّةً إِلَّا أَنْ يُّعْسَرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِّنَ الضَّأْنِ .

''دوندا جانور ہی ذبح کریں، تنگی کی صورت میں بھیڑ کی نسل سے جذعہ ذبح کر لیں۔''

(صحیح مسلم : ۱٥٥/۲، ح : ۱۹٦۳)

حافظ نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

’’ارباب علم مُسِنَّۃٌ دوندے اونٹ، گائے اور بکری وغیرہ کو کہتے ہیں، نیز اس حدیث میں وضاحت ہے کہ بھیڑ کے علاوہ جنس کا جَذَعَۃٌ بطور قربانی جائز نہیں، بقول قاضی عیاض رحمہ اللہ اس پر اجماع ہے۔‘‘

(شرح صحیح مسلم : ۲/۱۵۵)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ثَنِيًّا فَصَاعِدًا وَاسْتَسْمِنْ فَإِنْ أَكَلْتَ أَكَلْتَ طَيِّبًا وَإِنْ أَطْعَمْتَ أَطْعَمْتَ طَيِّبًا .

’’قربانی کا جانور دوندا یا اس سے بڑا ہو، اسے خوب فربہ کیجئے، جب کھلائیں، تو اچھا کھلائیں۔‘‘

(السّنن الکبریٰ للبیهقي : ۹/۲۷۳، وسندهٗ صحیحٌ)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ العِلْمِ أَنْ لَا يُجْزِءَ الْجَذَعُ مِنَ الْمَعْزِ، وَقَالُوا : إِنَّمَا يُجْزِءُ الْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ .

’’اہل علم کا اجماع ہے کہ بکری کی جنس کا ’’جذعہ‘‘ قربانی میں کفایت نہیں کرتا، جبکہ بھیڑ کی جنس کا ’’جذعہ‘‘ کفایت کرتا ہے۔‘‘

(سنن الترمذي، تحت الحدیث : ۱۵۰۸)

یاد رہے کہ ’’جذعہ‘‘ کی عمر میں اختلاف ہے، جمہور ایک سال کے قائل ہیں اور احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے، حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اَلْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ مَا لَهٗ سَنَةٌ تَامَّةٌ، هٰذَا هُوَ الْأَصَحُّ عِنْدَ

أَصْحَابِنَا، وَهُوَ الْأَشْهَرُ عِنْدَ أَهْلِ اللُّغَةِ وَغَيْرِهِمْ .

''بھیڑ کی جنس کا ''جذعہ'' مکمل ایک سال کا ہوتا ہے، یہی ہمارے اصحاب کے نزدیک صحیح ترین ہے اور اہل لغت کے ہاں مشہور ہے۔''

(شرح صحیح مسلم : ۲/۱۵۵)

اس حدیث میں مذکورہ حکم عام ہے اور ہر جانور کو شامل ہے، وہ بکری کی جنس ہو یا بھیڑ کی، گائے کی جنس ہو یا اونٹ کی، سب کا دوندا ہونا ضروری ہے، وہ صحیح احادیث جن میں بھیڑ کے جَذَعَةٌ کی قربانی کا جواز ہے، وہ تنگی پر محمول ہیں، یعنی دوندا جانور نہ ملے، تو ایک سال کا دنبہ یا بھیڑ ذبح کی جاسکتی ہے، اس طرح تمام احادیث پر عمل ہو جائے گا۔

تنگی کی دو صورتیں ممکن ہیں؛

① دوندا جانور دستیاب نہ ہونا۔

② قوت خرید سے باہر ہونا۔

تنبیہ:

بعض ناعاقبت اندیش جانور دوندا باور کروانے کے لئے سامنے والے دانت توڑ دیتے ہیں، یہ محض دھوکا اور فریب ہے، ایسے جانور کی قربانی درست نہیں۔

قربانی میں شراکت:

بکرا، بکری، دنبہ اور بھیڑ صرف ایک آدمی کو کفایت کرتے ہیں، البتہ ایک بکرا یا دنبہ تمام اہل خانہ کے لیے کافی ہے، دلائل ملاحظہ ہوں:

① نبی اکرم ﷺ نے دنبے کی قربانی کی اور فرمایا:

بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُّحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ.

''اللہ کے نام کے ساتھ (ذبح کرتا ہوں)، اے اللہ! (یہ قربانی) محمد (ﷺ) آل محمد اور امت محمد کی طرف سے قبول فرما۔''

(صحیح مسلم: ۱۵٦/۲، ح: ۱۹٦۷)

حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ ایک دنبہ تمام اہل خانہ کی طرف سے ذبح کیا جا سکتا ہے، سب کی طرف سے قربانی ادا ہو جائے گی۔

منیٰ میں قربانی کرنے والوں کے اہل خانہ اس میں شریک نہیں ہو سکتے۔

فائدہ:

امت کی طرف سے قربانی کرنا نبی اکرم ﷺ کا خاصہ ہے۔

② سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا:

كَيْفَ كَانَتِ الضَّحَايَا فِيكُمْ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟

''رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس میں قربانی کیسی تھی؟'' فرمایا:

كَانَ الرَّجُلُ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضَحِّي بِالشَّاةِ عَنْهُ وَعَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ فَيَأْكُلُونَ وَيُطْعِمُونَ، ثُمَّ تَبَاهَى النَّاسُ فَصَارَ كَمَا تَرٰى.

''عہد نبوی میں ایک بکری کی قربانی تمام اہل خانہ کی طرف سے کی جاتی تھی، وہ

خود بھی گوشت کھاتے اور دوسروں کو بھی کھلاتے، بعد ازاں لوگ (قربانی کرنے میں) باہم فخر ومباہات کرنے لگے، حالت آپ کے سامنے ہے۔''

(مؤطّأ الإمام مالك : ٤٨٦/٢، سنن الترمذي : ١٥٠٥، سنن ابن ماجه : ٣١٤٧ واللّفظ لهٗ، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : ٢٦٨/٩، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

③ سیدنا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضَحِّي بِالشَّاةِ الْوَاحِدَةِ عَنْ جَمِيعِ أَهْلِهٖ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اہل خانہ کی طرف سے ایک بکری قربانی کرتے تھے۔''

(الآحاد والمثاني لابن أبي عاصم : ٦٧٩، المستدرك للحاكم : ٤٥٦/٣، ٢٢٩/٤ واللّفظ لهٗ، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : ٢٦٨/٩، وسندهٗ صحيحٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔ یہ روایت صحیح بخاری (٧٢١٠) میں موقوفاً بھی مروی ہے۔

④ سیدنا ابوسریحہ غفاری حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

''میرے گھر والوں نے مجھے زیادتی پر اکسایا، حالانکہ مجھے سنت کا علم تھا کہ تمام اہل خانہ قربانی کے لیے ایک یا دو بکریوں پر اکتفا کر سکتے ہیں، (اب ایسا کریں)، تو پڑوسی کنجوس کہتے ہیں۔''

(سنن ابن ماجه : ٣١٤٨ واللّفظ لهٗ، المستدرك للحاكم : ٢٢٨/٤، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : ٢٦٩/٩، المعجم الكبير للطّبراني : ٣٠٥٦، ٣٠٥٧، ٣٠٥٨، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کی سند کو امام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی

موافقت کی ہے۔

اونٹ میں شراکت:

اونٹ میں دس حصہ دار شریک ہو سکتے ہیں، جیسا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں عید الاضحیٰ کے موقع پر اونٹ میں دس اور گائے میں سات آدمی شریک ہوئے۔

(مسند الإمام أحمد : ٢٤٨٨، السنن الكبرىٰ للنسائي : ٤١٢٣، ٤٣٩٢، ٤٤٨٢، سنن الترمذي : ٩٠٥، سنن ابن ماجه : ٣١٣١، المستدرك للحاكم : ٢٣٠/٤، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب''، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۴۰۰۷) نے ''صحیح''، اور امام حاکم رحمہ اللہ نے ''امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

اس صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ اونٹ میں دس افراد شریک ہو سکتے ہیں۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''ہم نے حدیبیہ والے سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربانی کی، ایک اونٹ اور گائے کو سات سات آدمیوں کی طرف سے ذبح کیا گیا۔''

(صحيح مسلم : ٤٢٤/١، ح : ١٣١٨)

اس حدیث کو ''ہدی'' (منیٰ میں قربانی) پر محمول کریں، تو تعارض ختم ہو جاتا ہے، منیٰ کے علاوہ ایک اونٹ کی دس قربانیاں ہو سکتی ہیں۔

بھینس کی قربانی:

تمام اہل لغت کے نزدیک بھینس گائے کی جنس ہے، صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

يَدْخُلُ فِي الْبَقَرِ الْجَامُوسُ لِأَنَّهُ مِنْ جِنْسِهِ .

''گائے میں بھینس بھی داخل ہیں، کیونکہ یہ گائے کی ہی جنس ہے۔''

(الهداية : ٤٤٩/٤)

بھینس کی قربانی پر اجماع ہے، جیسا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کیا بھینس کی سات قربانیاں ہو سکتی ہیں؟ فرمایا:

لَا أَعْرِفُ خِلَافَ هٰذَا .

''مجھے اس مسئلہ میں اختلاف معلوم نہیں۔''

(مسائل الإمام أحمد وإسحاق بن راهويه، برواية الكوسج : ٣٦٩/٢)

جانور کے عیوب:

جانور میں درج ذیل عیوب ونقائص نہ ہوں:

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَرْبَعٌ لَا تَجُوزُ فِي الْأَضَاحِيِّ، الْعَوْرَاءُ بَيِّنٌ عَوَرُهَا، وَالْمَرِيضَةُ بَيِّنٌ مَرَضُهَا، وَالْعَرْجَاءُ بَيِّنٌ ظَلْعُهَا، وَالْكَسِيرُ الَّتِي لَا تُنْقِي .

''چار قسم کے جانوروں کی قربانی جائز نہیں: (۱) کانا (۲) واضح بیمار (۳) لنگڑا (۴) شکستہ ولاغر۔''

(مسند الإمام أحمد : ٨٤/٤، سنن أبي داؤد : ٢٨٠٢ ، سنن النسائي : ٤٣٧٤ ، سنن الترمذي : ١٤٩٧ ، سنن ابن ماجه : ٣١٤٤، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی، امام ابن خزیمہ (۲۹۱۲)، امام ابن حبان (۵۹۱۹، ۵۹۲۲)، امام ابن الجارود (۴۸۱) اور امام حاکم رحمہ اللہ (۱/ ۴۶۷۔۴۶۸) نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ

ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

خریداری کے بعد کوئی عیب پیدا ہو جائے، تو کوئی حرج نہیں۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

إِنْ كَانَ أَصَابَهَا بَعْدَ مَا اشْتَرَيْتُمُوهَا فَأَمْضُوهَا، وَإِنْ كَانَ أَصَابَهَا قَبْلَ أَنْ تَشْتَرُوهَا فَأَبْدِلُوهَا .

''خریداری کے بعد عیب پیدا ہو، تو قربانی کر لیں، عیب پہلے سے موجود ہو، تو جانور بدل لیں۔''

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : ٢٨٩/٩ ، وسندهٗ صحيحٌ)

امامِ زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا اشْتَرَى الرَّجُلُ أُضْحِيَتَهٗ فَمَرِضَتْ عِنْدَهٗ، أَوْ عَرَضَ لَهَا مَرَضٌ فَهِيَ جَائِزَةٌ .

جانور خریدنے کے بعد بیمار ہو جائے، تو قربانی جائز ہے۔''

(مصنّف عبدالرّزاق : ٣٨٦/٤ ، ح : ٨١٦١، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (قربانی کے) جانور کی آنکھیں اور کان بغور دیکھنے کا حکم فرمایا۔

(سنن النّسائي : ٤٣٨١، سنن التّرمذي : ١٥٠٣، سنن ابن ماجه : ٣١٤٣، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی نے ''حسن صحیح'' امام ابن خزیمہ (۲۹۱۴) اور امام حاکم رحمہم اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

یہ حکم وجوبی نہیں، بلکہ استحباب پر محمول ہے۔

نیز سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کان کٹے اور ٹوٹے سینگ والے جانور کی قربانی سے منع فرمایا ہے۔''

(سنن أبي داؤد : ٢٨٠٥، سنن النّسائي : ٤٣٨٢، سنن التّرمذي : ١٥٠٣، سنن ابن ماجه : ٣١٤٥، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

یاد رہے کہ کان اور سینگ میں معمولی نقص مضر نہیں۔

تنبیہ:

① خصی جانور کی قربانی بالاجماع جائز ہے، خصی ہونا قربانی کے لیے مانع نہیں، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ خصی جانور کی قربانی کے بارے میں فرماتے ہیں:

أَرْجُو أَنْ لَّا يَكُونَ بِهٖ بَأْسٌ .

''اس میں کوئی حرج نہیں۔''

(مسائل الإمام أحمد وإسحاق بن راهويه، برواية الكوسج : ٣٦٨/٢)

علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (٦٢٠ھ) بیان کرتے ہیں:

لَا نَعْلَمُ فِي هٰذَا خِلَافًا .

''ہمیں اس میں اختلاف معلوم نہیں۔''

(المغني : ٤٧٦/٣، ٤٤٢/٩)

خصی جانور موٹا تازہ ہوتا ہے، اس کا گوشت انتہائی عمدہ اور نفیس ہوتا ہے۔

② پیدائشی طور پر سینگوں کا نہ ہونا قربانی سے مانع نہیں۔

متفرق احکام:

① قربانی کا ارادہ رکھنے والے کو نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ ذوالحجہ کا چاند نظر آنے سے لے کر قربانی کرنے تک اپنے بال کاٹے، نہ ناخن تراشے۔

(صحيح مسلم : ١٦٠/٢، ح : ١٩٧٧)

② سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے (مدینہ میں) قربانی کرنے کے بعد سر کے بال منڈوائے، فرمایا: یہ واجب نہیں۔ (مؤطأ الإمام مالك : ٤٨٣/٢، وسندهٗ صحيحٌ)

③ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایام ذی الحجہ میں ایک عورت کو اپنے بچے کے بال کاٹتے دیکھ کر فرمایا:

''اگر قربانی والے دن تک موخر کر دیتی، تو بہتر تھا۔''

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم : ٢٤٦/٤، ح : ٧٥٢٠، وسندهٗ حسنٌ)

④ قربانی کی استطاعت نہ رکھنے والا ذوالحجہ کا چاند نظر آنے سے پہلے جسم کے فاضل بال (زیر ناف)، سر کے بال اور مونچھیں کاٹ لے، ناخن تراشے، پھر قربانی تک اس سے پرہیز کرے، تو اسے قربانی کا پورا اجر وثواب ملے گا۔

(مسند أحمد : ١٦٩/٢، سنن أبي داوٗد : ٢٧٨٩، سنن النّسائي : ٤٣٦٥، وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام ابن حبان (۵۹۱۴)، امام حاکم (۲۲۳/۴) اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

⑤ قربانی کے لیے نصاب زکوٰۃ کی شرط بے بنیاد ہے، ہر مسلمان اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اپنی صورتِ حال کو مدنظر رکھ کر فیصلہ کر سکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ پوری زندگی نصاب زکوۃ کو نہیں پہنچے اس کے باوجود قربانی کرتے۔ ادھار لے کر قربانی کرنے والا

اجر کثیر کا مستحق ہوگا۔

⑥ بیک وقت ایک سے زائد قربانیاں کی جاسکتی ہیں۔

⑦ پہلے دن قربانی افضل ہے۔

⑧ بوقت ذبح یہ دعا پڑھنی چاہیے:

بِسْمِ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ .(صحيح مسلم : ١٩٦٦)

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّي وَمِنْ أَهْلِي .

''اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ (ذبح کرتا ہوں) اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ! (یہ قربانی) میری طرف سے اور میرے اہل کی طرف سے قبول فرما۔''

(صحيح مسلم : ١٩٦٧، استدلالًا)

⑨ قربانی کے جانور کا گوشت، سری پائے اور کھال یا چمڑا وغیرہ قصاب کو بطور اجرت دینا ممنوع ہے، اجرت اپنی جیب سے دی جائے۔

⑩ قربانی کے گوشت میں مساکین وفقرا کا حق ہے، جو انہیں ملنا چاہیے، مقدار مقرر نہیں، بقیہ گوشت ذخیرہ کیا جاسکتا ہے۔(صحيح البخاري : ٥٥٦٩)

⑪ چرمہائے قربانی اور کھالیں کسی حق دار (مسکین ومحتاج) کو دی جائیں۔

(صحيح البخاري : ١٧١٧، صحيح مسلم : ١٣١٧)

نیز اپنے ذاتی استعمال میں بھی لائی جاسکتی ہیں۔(صحيح مسلم : ١٩٧١)

⑫ قربانی کے جانور کا کوئی حصہ فروخت کیا جاسکتا ہے، نہ اپنی ذاتی خدمت کے عوض کسی کو دیا جاسکتا ہے، کھال فروخت کرنا پڑے، تو اس کی قیمت مساکین وفقرا کو دے دی جائے۔

⑬ قربانی کی نیت سے جانور پالا، دوندا نہیں ہوا، وقت سے پہلے مر گیا یا گم ہو گیا، تو اس صورت میں اگر اس کی بجائے دوسرا جانور قربان کرنے کی استطاعت ہے، تو درست، ورنہ قربانی نہ کرنے کی وجہ سے گناہ گار نہیں۔

⑭ بوقت ذبح بہنے والا خون حرام ہے، جانور کے باقی تمام اعضا حلال ہیں۔

⑮ میت کی طرف سے قربانی کرنا ثابت نہیں۔

⑯ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔(صحیح مسلم : ٣٦٠)

❀❀❀❀❀❀❀